طوفانوں کی سرزمین

السٹیئر میکلین

ترجمہ

عنیا شاہد

مزمل رضا

مکتبۂ اردو ڈائجسٹ ، سمن آباد ، لاہور

طوفانوں کی سرزمین

السٹیئر میکلین

ترجمہ

ضیا شاہد

مزمّل رضا

مکتبۂ اردو ڈائجسٹ ، سمن آباد ، لاہور

طابع	الطاف حسن قریشی
ناشر	مکتبۂ اردو ڈائجسٹ لاہور
مطبع	اردو ڈائجسٹ پرنٹرز بیرون لوہاری گیٹ لاہور
بار اوّل	اگست ۶۹ء
تعداد اشاعت	دو ہزار
کتابت	عبدالستار
سرورق	اے کریم
[illegible]	[illegible]

پیش لفظ

اُردو زبان میں مہماتی ناولوں کے شائقین کے لیے السٹیئر میکلین کا نام نسبتاً نیا ہے، لیکن جو اصحاب انگریزی ناول پڑھتے ہیں یا انگریزی فلمیں دیکھتے ہیں، وہ اس سحر طراز ادیب کے قلم سے بخوبی واقف ہیں۔ میکلین کی کہانیوں کے پلاٹ اس قدر جاندار ہوتے ہیں کہ ایک بار آپ کتاب شروع کر دیں تو ختم کیے بغیر اُٹھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ سسپنس اور تھرل اس کی تحریر کی نمایاں خوبیاں ہیں۔ تقریباً ہر باب ایک ایسے چھوٹے سے جُملے پر ختم ہوتا ہے کہ انسان چونک اُٹھتا ہے۔ اس کے سبھی ناولوں میں سراغرسانی بھی ہوتی ہے اور مہم جوئی بھی، "تذبذب" بھی ہوتا ہے اور "تعطّل" بھی، لیکن مجموعی طور پر اسے نہ تو نرا جاسوسی ناول نویس قرار دیا جا سکتا ہے اور نہ محض الل ٹپ افسانوں کا خالق۔ اس کا مشاہدہ اتنا تیز اور موضوع پر گرفت اس قدر مضبوط ہوتی ہے کہ افسانے پر حقیقت کا گمان گزرنے لگتا ہے۔ زمانہ حال کے ناول نگاروں میں "ڈاکٹر نو" جیسے عالمی شہرت کے کردار کے خالق آئن فلیمنگ کے سوا یہ خوبی شاید ہی کسی اور لکھنے والے میں مل سکے۔

میکلین نے اکثر اپنے ناولوں کے لیے نیم تاریخی اور نیم سوانحی پس منظر منتخب کیے ہیں۔ دُوسری جنگِ عظیم بھی اس کا محبوب ترین موضوع ہے اور اس سلسلے کے ایک

مشہور ناول "گنز آف نیوارون" کے نام سے کم و بیش ہر انگریزی خواں واقف ہے۔ اسی عظیم ناول پر مبنی ہالی وُوڈ کی بنی ہوئی ایک فلم اس نام سے ہمارے ہاں پیش کی جا چکی ہے اور فلم بین حضرات نے اسے بہت پسند کیا تھا۔ جزئیات نگاری میں میکلین کا ثانی ملنا مشکل ہے۔

گزشتہ برس میں نے میکلین کے ایک ناول NIGHT WITHOUT END کی تلخیص "ایک طوُفانی مہم" کے نام سے اُردُو ڈائجسٹ میں دو قسطوں میں پیش کی تھی۔ قارئین نے اسے بہت پسند کیا۔ اب میکلین کے ایک اور زبردست مہماتی ناول ICE STATION ZEBRA کا ترجمہ "طوُفانوں کی سرزمین" کے نام سے پیشِ خدمت ہے۔

میکلین کے ایک اور ناول "عقابوں کا نشیمن" WHERE EAGLES DARE کا ترجمہ بھی مکمّل ہو چکا ہے۔ یہ دوسری جنگِ عظیم کے ایک چھاتہ بردار دستے کی داستان ہے جسے دُشمن کے علاقے کے ایک قلعے میں نظر بند اتّحادی لیفٹیننٹ جنرل کو اغوا کرنے کے لیے بھیجا گیا تھا۔ "طوفانوں کی سرزمین" کے فوراً بعد یہ دُوسرا ناول پیش کر دیا جائے گا۔

ضیا شاہد   جولائی ۱۹۶۹ء

۵

امریکی بحری فوج کا چالیس سالہ کمانڈر جیمس ڈی سوانسن پستہ قد اور مضبوط جسم کا مالک تھا۔ بال گھنے اور سیاہ، معصوم آنکھوں میں ذہانت کی شریر سی چمک، وہ اپنے خوش باش چہرے مہرے سے کچھ ایسا ہی آدمی معلوم ہوتا تھا جو سماجی مجلسوں اور ان پارٹیوں کی جان سمجھے جاتے ہیں جن میں بیشتر مہمان اپنے اوورکوٹ اور ہیٹ کے ساتھ اپنی بزرگی اور عقلِ سلیم بھی بیرونی کمرے کی کھونٹی سے ٹنکا دیتے ہیں. کم از کم مجھے تو پہلی نظر میں وہ کچھ ایسا ہی آدمی نظر آیا تاہم اس خیال نے کہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے بحری بیڑے کی جدید ترین ایٹمی آبدوز کے کمانڈر میں کچھ دیگر خصائل بھی ہوں گے، مجھے اس پر دوسری اور قدرے غائر نظر ڈالنے پر مجبور کر دیا اور اس مرتبہ مجھے اس کے چہرے میں کچھ ایسی چیزیں بھی نظر آئیں جو شاید پہلے اس اندھیری سرمائی شام اور کلائڈ پارک پر چھائی ہوئی گہری دُھند کی وجہ سے دکھائی نہ دی تھیں۔ اس کی تیز شریر آنکھوں میں کوئی ایسی

چیز تھی جو اسے کسی بھی عام خوش پوش ہشاش بشاش شخص سے ممتاز کرتی
تھی۔ تیز اور جسم کے اندر اُتر جانے والی نظریں جنہیں وہ یوں استعمال کرتا
تھا جیسے سرجن اپنا نشتر یا سائنسدان اپنی ایٹمی خوردبین استعمال کرتے ہیں۔
ایسی نظریں اپنے مدّمقابل کو لمحوں میں جانچ لیتی ہیں۔ پہلے مجھے اور پھر اپنے
ہاتھ میں پکڑے ہوئے کاغذ کو دیکھتے ہوئے اس نے اپنے چہرے سے
کسی ردِّ عمل یا کسی تاثر کا اظہار نہیں ہونے دیا۔

"ڈاکٹر کارپنٹر" وہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولا، "مجھے افسوس ہے"۔
لہجہ خلیق تھا مگر اس سے کسی تاسّف کا اظہار نہیں ہوتا تھا۔ اس نے تار پڑھ
کر کاغذ کو دہرا کیا اور لفافے میں ڈالتے ہوئے کہنے لگا۔ "صرف اس تار
کی وجہ سے ہم آپ کو شریکِ سفر نہیں کر سکتے۔ ذاتی طور پر مجھے آپ کے
متعلق کوئی شکوک نہیں مگر آپ جانتے ہیں میں احکامات کا پابند ہوں"۔

"اس تار کے باوجود بھی؟" میں نے لفافے میں سے تار نکالا اور
عبارت کے نیچے دستخطوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا "کیا تم
سمجھتے ہو یہ تار برطانوی بحریہ کے دفتر کے چپڑاسی نے بھیجا ہے"؟

عجیب معاملہ تھا۔ ہلکے اندھیرے میں مجھے یوں محسوس ہوا جیسے اس
کی آنکھوں کی شریر چمک کچھ اور بڑھ گئی ہو تاہم جب وہ بولا تو اس کا لہجہ
سرد تھا "ایڈمرل ہیوسن، نیٹو کے مشرقی حصّے کے کمانڈر ہیں۔ میں صرف
نیٹو کی بحری مشقوں کے دوران میں ان کے احکامات کا پابند ہوں۔
بصورتِ دیگر، عام حالات میں صرف واشنگٹن کے ہیڈ کوارٹر کو جوابدہ ہوں

اور یہ عام حالات ہیں۔ ویسے ڈاکٹر کارپنٹر، کوئی بھی شخص بآسانی لندن سے میرے نام ایسا "تار" بھجوانے کا انتظام کرسکتا ہے اور یہ "تار" تو نیوی کے فارم پر بھی نہیں ہے۔"

سوانسن شاید ان لوگوں میں سے تھا جو کسی معاملے کی چھوٹی سے چھوٹی تفصیل بھی نظر انداز نہیں کرتے مگر اس معاملے میں وہ بلاوجہ شکوک کا شکار تھا "آپ ریڈیو ٹیلی فون پر ان سے بات کرسکتے ہیں۔" میں نے کہا۔

"ہاں! مگر اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ صرف خاص امریکی شہری اس جہاز کے اندر آسکتے ہیں اور اس صورت میں بھی احکامات براہ راست واشنگٹن سے ہونے چاہئیں۔"

"آپ کا اشارہ بحرِ اوقیانوس کے حلقے کی جنگی آبدوزوں کے کمانڈر یا زیرِ آب بحری جنگ کے سربراہ کی طرف ہے؟" — میں نے پوچھا۔

اس نے کچھ سوچتے ہوئے آہستہ سے اثبات میں سر ہلایا۔ میں نے پھر کوشش کی۔ "تو براہِ کرم انہیں وائرلیس پر کمانڈر سنسن سے رابطہ قائم کرنے کے لیے کہیں۔ ہمارے پاس بہت کم وقت ہے۔"

برف دوبارہ گرنے لگی تھی اور میں سردی محسوس کر رہا تھا۔ کمانڈر سوانسن کچھ سوچ کر اٹھا، قریب رکھے ہوئے ٹیلیفون کا چونگا اٹھا کر مختصر سی بات کی اور تھوڑی دیر بعد بھاری کپڑوں میں تین دراز قد اور مضبوط اشخاص گینگ وے سے گزرتے ہوئے ہماری طرف آئے۔ ان میں سب سے لمبے شخص کے بال گندمی رنگ کے تھے اور چہرے بشرے اور قد کاٹھ سے وہ

۸

امریکی ایٹمی آبدوز کے عملے کے آدمی کے بجائے ٹیکساس کی کسی چراگاہ کا بے تاج بادشاہ معلوم ہوتا تھا۔ کمانڈر سوانسن نے اس کی طرف اشارہ کیا:

"یہ میرے ماتحت ایگزیکٹو آفیسر لفٹیننٹ ہنسن ہیں۔ میری واپسی تک یہ آپ کا خیال رکھیں گے"۔ کمانڈر محتاط بات چیت کے فن میں ماہر تھا۔

"مجھے کسی خیال رکھنے والے شخص کی ضرورت نہیں۔ میں آپ کی غیر موجودگی میں تنہائی کے احساس سے ڈروں گا نہیں" میں نے چڑ کر جواب دیا۔

"میں جلد از جلد لوٹنے کی کوشش کروں گا"۔ سوانسن نے کہا اور تیز قدموں سے چلتا ہوا گینگ وے عبور کر کے غائب ہو گیا۔ اندھیرے میں اس کی غائب ہوتی ہوئی شبیہہ کو دیکھتے ہوئے میں سوچ رہا تھا کہ امریکی ایٹمی آبدوز کا کمانڈر کوئی عام آدمی نہیں۔ میں اس ایٹمی آبدوز پر سوار ہونے کی کوشش کر رہا ہوں اور اگر یہ کوشش غیر قانونی ہے، تو سوانسن مجھے اس وقت تک نگرانی میں رکھنا چاہتا ہے جب تک میرے اس اقدام کی وجہ دریافت نہ کر لے۔

اور وہ مسلح ایٹمی جنگی آبدوز! میں نے اس کے سیاہ ہیولے پر نگاہ دوڑائی۔ اس سے قبل مجھے کبھی ایٹمی آبدوز دیکھنے کا اتفاق نہ ہوا تھا اور "ڈالفن" اور عام آبدوز کشتیوں میں زمین آسمان کا فرق تھا۔

ڈالفن کی لمبائی دوسری جنگِ عظیم میں استعمال ہونے والی بڑی آبدوزوں کے برابر ہوگی مگر وضع قطع ان سے بالکل مختلف اور قطر عام جنگی آبدوزوں سے دُگنا تھا۔ دوسری آبدوزوں کے برعکس اس کی شکل کشتی نما کے بجائے کسی مہیب بیضوی سلنڈر سے مشابہ تھی اور اگلا حصہ مخروطی ہونے کے بجائے نیم مدّور تھا۔ عرشہ غائب تھا اور اگلے حصے سے تقریباً سو فٹ پیچھے عظیم الجثّہ سیاہ کوننگ ٹاور نظر آ رہا تھا۔ اس تیس فٹ اونچے کوننگ ٹاور میں نصف بلندی پر دائیں بائیں نکلے ہوئے غوطہ لگانے والے آہنی تختے نصب تھے۔ اس ٹاور سے پرے آبدوز کا پچھلا نصف حصہ گہری ہوتی ہوئی دھند اور لانگ لاچ کے شمال سے آنے والے برفانی طوفان کی وجہ سے اندھیرے میں چھپا ہوا تھا۔ اس حیرت انگیز جدید ترین آبدوز میں اب میری دلچسپی بہرحال کم ہو رہی تھی کیونکہ میں صرف ایک پتلا بارانی کوٹ پہنے ہوئے تھا اور تیز، سرد ہوا میری ہڈیوں میں گھُسی جا رہی تھی۔

"کمانڈر سوانسن نے شاید آپ لوگوں کو یہ حکم نہیں دیا کہ ڈاکٹر کارپنٹر کو سزا کے طور پر اس وقت تک سردی میں کھڑا رکھو جب تک وہ برف کا ڈلا نہیں بن جاتا" میں ہنسن سے مخاطب ہوا۔ "وہ سامنے بحری فوج کا ریسٹورنٹ ہے۔ کیا آپ کے افسران کو ڈاکٹر کارپنٹر کے وہاں سے ایک پیالی کافی پینے پر بھی اعتراض ہوگا؟"

ہنسن ہنسا۔ "کافی کا ذکر ہو، تو میں کسی اصول کی پروا نہیں کرتا اور خاص طور پر آج رات کو۔ سکاٹ لینڈ کی سردی کے متعلق

کسی نہ کسی کو ہمیں پہلے ہی متنبہ کر دینا چاہیئے تھا۔"
شکل اور حُلیے کے علاوہ ہنسن کا لہجہ بھی ٹیکساس کے کسی کاؤبوائے سے ملتا جُلتا تھا۔ کاؤبوائیز کے متعلق میری معلومات بہت وسیع تھیں کیونکہ بعض اوقات میں شام کو اس قدر تھکا ہوا ہوتا ہوں کہ کرسی سے اٹھ کر ٹیلیویژن بند نہیں کر سکتا۔

"رالنگ! جاؤ کیپٹن سے کہو متحدہ امریکہ کی ایٹمی آبدوز کا بہادر بحری عملہ سردی اور برف سے ڈر کر ریسٹورنٹ میں پناہ لینے جا رہا ہے"۔
جب رالنگ کیپٹن کو فون کر رہا تھا، تو میں ہنسن کی معیت میں روشن اور گرم کینٹین کی طرف چل دیا۔ اس نے پہلے مجھے اندر جانے کا اشارہ کیا۔ ہمارا تیسرا سرخ ناک والا ساتھی جس کا قد اور وزن برفانی ریچھ سے کچھ کم نہ تھا، مجھے کونے میں پڑی ہوئی میز کی طرف لے گیا اور دیوار کے پاس رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھنے کے لیے کہا۔ خلیق لہجے کے باوجود ظاہر تھا وہ میرے بارے میں پوری احتیاط سے کام لے رہے ہیں۔ ہنسن میری دائیں جانب بیٹھ گیا اور رالنگ میرے سامنے میز کے دوسری سمت۔ میرے بائیں ہاتھ کاؤنٹر تھا۔

"تم لوگ احتیاط کے بہت عادی معلوم ہوتے ہو" میں نے اپنے متعلق ان کے انتظام کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔ "کیا سب امریکی ایسے ہی شکی مزاج ہوتے ہیں؟"
"یہ آپ زیادتی کر رہے ہیں" ہنسن نے مغموم لہجہ بنا کر جواب دیا۔

"ہم تو یار باش لوگ ہیں اور صرف احکامات کی تعمیل کر رہے ہیں۔ شکی مزاج تو کمانڈر سوانسن ہے ۔کیوں رالنگ ؟"

"ہاں ۔ آبدوز کا معاملہ ہو تو وہ اپنے باپ پر بھی شک کرنے کو تیار ہیں ۔"

میں نے گفتگو جاری رکھنے کی کوشش کی ۔"میرا خیال ہے عملے کے ہر شخص کی آبدوز پر شدید ضرورت ہے اور حالات بتا رہے ہیں کم از کم دو گھنٹے سے پہلے کوچ نہیں کر سکو گے ۔"

"بولتے جاؤ ڈاکٹر ! میں سن رہا ہوں"۔ہنسن نے دوستانہ لہجے میں کہا مگر اس کی نیلی، سرد آنکھوں میں دوستانہ جذبات کا دور دور تک نشان نہ تھا۔

"قطب شمالی کی برفانی سیر کے بارے میں پریشان ہو؟" میں نے خوش دلی سے پوچھا۔

میں بآسانی دیکھ سکتا تھا کہ ان سب کے ذہنوں میں بیک وقت ایک ہی خیال کوندا۔ حالانکہ انہوں نے ایک دوسرے کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا تھا۔ وہ تینوں بیک وقت اپنی اپنی جگہ سے میری طرف سرک آئے اور اپنی اس حرکت کو چھپانے یا اس پر پردہ ڈالنے کی کوشش نہ کی۔ ہنسن مسکرا کر ویٹرس کی طرف دیکھ رہا تھا اور جب وہ گرم گرم کافی کے پیالے رکھ کر واپس جا چکی تو کہنے لگا۔" ہاں ، اب بتائیے۔ ریستورانوں میں چائے پیتے ہوئے شہری لوگوں کی زبانی دنیا کی طاقتور

ترین ایٹمی آبدوز کی انتہائی خفیہ نقل و حرکت کے متعلق سننا مجھے بہت پسند ہے۔ تمہیں کیسے پتہ چلا کہ ہم کہاں جا رہے ہیں؟"

میں نے اپنا ہاتھ جیب کی طرف بڑھایا مگر دفعتاً میری داہنی کلائی ہنسن کی آہنی گرفت میں تھی۔

"ڈاکٹر۔ ہم شکّی مزاج لوگ نہیں ہیں۔" اس نے معافی مانگنے کے انداز میں کہا۔" البتہ پُرخطر بحری زندگی ہمیں چھوٹی چھوٹی چیزوں سے ڈرنا سکھا دیتی ہے اور اُس آبدوز، ڈالفن پر ہمیں جو فلمیں دکھائی جاتی ہیں ان میں جب بھی کوئی ایسے حالات میں کوٹ کی جیب کے اندر ہاتھ ڈالتا ہے تو اس کا ایک ہی مقصد ہوتا ہے۔ پستول نکالنا۔ ظاہر ہے اسے یہ دیکھنا مقصود نہیں ہوتا کہ کسی نے اس کا بٹوہ چُرا لیا ہے رومال جیب میں ہے یا نہیں۔"

میں نے اپنے دوسرے ہاتھ سے اس کی کلائی پکڑ کر میز پر دھکیل دی۔ یہ کوئی آسان کام نہ تھا۔ معلوم ہوتا ہے امریکی بحریہ کے لوگوں کو نہایت عمدہ اور خاص غذا دی جاتی ہے تاہم اس کوشش میں اپنی کنپٹی کی کوئی رگ زخمی کیے بغیر میں اس کا ہاتھ ہٹانے میں کامیاب ہوگیا اور کوٹ کی جیب سے تہہ شدہ اخبار نکال کر میز پر پھیلا دیا۔" تم جاننا چاہتے تھے کہ مجھے تمہاری منزلِ مقصود کا کیسے علم ہوا۔ وجہ بڑی آسان ہے۔ میں اخبار پڑھ سکتا ہوں۔ گلاسگو سے نکلنے والا شام کا اخبار جو میں نے آدھ گھنٹہ قبل رین فرو کے ہوائی اڈے پر خریدا تھا۔"

ہنسن ہاتھ ملتے ملتے ہنسا "آپ نے کس مضمون میں ڈاکٹریٹ کی ہے؟ تُکّے بازی میں؟ اور ہاں اخبار کے متعلق ــــ آدھ گھنٹہ پہلے آپ رین فرو میں کیسے تھے؟"

"میں وہاں سے ہیلی کاپٹر میں یہاں پہنچا ہوں۔"

"ہوں ــــ تھوڑی دیر ہوئی میں نے ایک ہیلی کاپٹر کی آواز سُنی تھی۔ مگر وہ تو ہمارا اپنا جہاز تھا۔"

"ہاں ہاں۔ اس کے اوپر یونائیٹڈ سٹیٹ نیوی لکھا ہوا تو تھا اور پائلٹ نے بھی ساری پرواز کے دوران میں چیونگ گم چباتے ہوئے کیلیفورنیا، کیلیفورنیا کی رٹ لگا رکھی تھی۔"

"کیا آپ کیپٹن کو یہ بتا چکے ہیں؟" ہنسن نے پوچھا۔

"اس نے مجھے کچھ بتانے کا موقع ہی نہیں دیا۔"

"وہ بہت مصروف ہیں، اس وقت ان کا ذہن بہت سی چیزوں میں اُلجھا ہوا ہے۔" ہنسن نے کہا اور اخبار دیکھنے لگا۔ اسے زیادہ تردّد نہیں کرنا پڑا۔ پہلے صفحے پر جلی حروف کی سات کالمی خبر ڈھونڈنے کے لیے کسی محنت کی ضرورت نہیں ہوتی۔

لحظہ بھر کے لیے ہنسن کے چہرے پر غصّے اور حیرت کے جذبات نظر آئے۔

"اپنے فرائض، منصوبوں اور منزلِ مقصود کو ہمیشہ خفیہ رکھنے کے عہد اور رازداری کی قسم کی وجہ سے ہم تو اپنے ہونٹ سیئے پھرتے ہیں اور یہ کمبخت

انگریزا خبار! ـــــ ہماری خفیہ مہم کی تفصیل پہلے صفحے پر چھاپ دیتے ہیں۔"

"لیفٹیننٹ، مذاق تو نہیں کر رہے ؟" سرخ چہرے اور برفانی ریچھ جیسے جسم والے شخص نے اسے مخاطب کیا۔

"مذاق کی بات نہیں"۔ بولتے وقت ہنسن کا لہجہ سرد تھا۔" دیکھ لو ہر تفصیل درج ہے ـــــ ایٹمی آبدوز، حادثے کا شکار لوگوں کے بچاؤ کے لیے ـــــ قطب شمالی کا ڈرامائی سفر' ـــــ ڈالفن کی تصویر تک اس میں دی گئی ہے۔ کمانڈر کی تصویر بھی ہے۔ میرے خدا انہوں نے تو میرا فوٹو بھی چھاپ دیا ہے۔"

رالنگ کا پلا ہوا مضبوط ہاتھ آگے بڑھا۔ اخبار کو اپنے لیے مناسب زاویے اور روشنی پر رکھ کر وہ جھکا اور ان تصویروں کو دیکھنے لگا۔" ہاں تمہاری تصویر بھی ہے مگر کچھ اتنی واضح اور صاف نہیں۔ شاید فوٹو گرافر کو تمہارا چہرہ پسند نہیں آیا۔"

" فوٹو گرافی بڑا زبردست فن ہے اور بہت کم لوگ اسے صحیح طور پر جانتے ہیں ـــــ ہاں تو سنو اور کیا لکھا ہے۔ آج دوپہر سے تھوڑی دیر پہلے یہ مشترکہ بیان لندن اور واشنگٹن سے جاری کیا گیا: " متحرک برفانی اسٹیشن زیبرا کے حادثے میں بچنے والوں کی نازک حالت اور دیگر ہر ممکن ذرائع سے انہیں بچانے کی کوششوں میں ناکامی کے بعد امریکی بحریہ نے رضا کارانہ پیش کش کی ہے کہ امریکی ایٹمی آبدوز ڈالفن جلد از جلد ان کو بچانے کے لیے بھیجی جائے گی۔ مشرقی اوقیانوس میں نیٹو کی بحری مشقوں